درس حدیث

عرش الٰہی کا سایہ

ثناء اللہ عبدالرحیم

(عن ابی هريرة ﷺ عن النبی ﷺ قال: **سبعة يظلهم الله فی ظله يوم لا ظل إلا ظله: الإمام العادل وشاب نشأ فی عبادة الله ورجل قلبه معلق فی المساجد، ورجلان تحابا فی الله اجتمعا عليه وتفرقا عليه، ورجل دعته امرأة ذات منصب وجمال فقال إنی أخاف الله، ورجل تصدق بصدقة فأخفاها حتى لا تعلم شمالُه ما تنفق يمينُه، ورجل ذكر الله خاليا ففاضت عيناه**)

تخریج حدیث: صحیح البخاری مع الفتح ۱۴۳/۲ حديث: ٦٦٠ كتاب الاذان، باب من جلس فی المسجد ينتظر الصلاة وفضل المساجد، وفی كتاب الرقاق باب البكاء من خشية الله ۳۱۲/۱۱ حديث: ٦٤٧٩، وصحيح مسلم بشرح النووی ۱۲۰/۷، وجامع الترمذی تحقيق حوت ٥١٦/٤ كتاب الزهد باب ما جاء فی الحب فی الله حديث: ۲۳۹۰، و النسائی ۱۹٦/۸ كتاب آداب القضاة باب الامام العادل)

راوی حدیث: ابوهريرة الإمام الفقيه المجتهد الحافظ، صاحب رسول الله ﷺ الدوسی اليمانی سيد الحفاظ الأثبات آپ ؓ ان اصحاب رسول ﷺ میں شمار ہوتے ہیں جن سے روایات بکثرت آئی ہیں۔ مؤرخین نے آپ ؓ کے نام میں اختلاف کیا ہے۔ بعض نے آپ ؓ کا سلسلہ نسب یوں بیان کیا ہے: عمیر بن عامر ابن عبد ذی الشریٰ بن طریف ...... ابن غنم بن دوس اور آپ ؓ کے نام میں عبد شمس، عبدالرحمٰن، مسکین، بریر، عبد بن غنم، عمرو اور سعید بتایا گیا ہے۔ ابن اسحاق نے ابو ہریرہ ؓ سے روایت کی ہے کہ آپ ؓ نے بتایا: "میرا نام جاہلیت میں عبد شمس بن صخر تھا اور قبولیت اسلام کے بعد آپ ﷺ نے بدل کر عبد الرحمٰن رکھا۔ اسی کو امام ذہبی اور ابن حجر نے ترجیح دی ہے۔ پس آپ کا نام **عبدالرحمٰن بن صخر** ؓ ہے۔

"ابو ھریرۃ" کی وجہ تسمیہ:

عبداللہ بن ابی رافع نے پوچھا: آپ کو یہ کنیت کیوں دی گئی؟ ابو ہریرہ ؓ نے بتایا: میں اپنے گھر کی بکریاں چرایا کرتا تھا اور میرے ساتھ ایک چھوٹی بلی ہوتی تھی۔ رات کو میں اسے ایک درخت کے نیچے، دن کو اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ اس لیے مجھے

ابو ہریرہ کہا گیا۔اور نبی ﷺ نے بھی آپ کو ''یا اباھریرۃ'' اور ''ابا ھِرّ'' سے خطاب فرمایا ہے۔

قبولیت اسلام:

حضرت طفیل بن عمر والدوسی رضی اللہ عنہ ہجرت عظمٰی سے قبل یمن سے مکہ آ کر قرآن کے معجزانہ اسلوب سے مسحور ہو چکا تھا۔اور قبول اسلام کے بعد تبلیغ کے لئے وطن لوٹ آیا۔ان ہی کی کوششوں سے قبیلہ دوس میں اسلام پھیلا۔اور غزوہ خیبر کے زمانے میں طفیل رضی اللہ عنہ یمن سے مسلمان خاندانوں کو لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں مدینہ حاضر ہوئے۔آپ ﷺ اس وقت خیبر میں تشریف فرما تھے،اس لیے یہ لوگ مدینہ سے خیبر پہنچے۔اسی قافلے کے ساتھ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی تھا۔

راستے میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ایک غلام بھاگ گیا،اتفاق سے وہ غلام رضی اللہ عنہ بھی دربارِ نبوی میں حاضر ہوا،آپ ﷺ نے خوش ہو کر فرمایا''ابو ہریرہ ! تیرا غلام آ گیا ہے۔''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے دل کے ارمان پورے ہو چکے تھے،قبولیت اسلام اور دیدارِ نبوی کی خوشی میں دل ہی دل میں بھگوڑے غلام کی معافی کا فیصلہ کر چکا تھا،آپ رضی اللہ عنہ نے کہا''وہ اللہ کے لیے آزاد ہے''۔

(بخاری باب الشرکۃ، سیر الصحابۃ جلد دوم ص:٤٩، سیر اعلام النبلاء ٢/٥٧٨، الاصابۃ ٧/٣٤٨)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ذہانت:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرویات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نہایت ذہین تھے۔یہ نبی ﷺ کی خاص دعا کی برکت تھی۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:اے لوگو!تم سمجھتے ہو کہ ابو ہریرہ احادیث زیادہ سناتا ہے۔بات یہ ہے کہ میرے انصاری بھائی رضی اللہ عنہم زراعت میں مصروف رہتے اور مہاجرین رضی اللہ عنہم تجارت میں۔اور میں اہل صفہ کے مساکین رضی اللہ عنہم میں سے ایک فرد تھا اور ہمیشہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہتا،جو کچھ نبی ﷺ سناتے اسے یاد کر لیتا۔ایک دفعہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:''تم میں سے جو بھی اپنا کپڑا پھیلائے تو میں اپنے (دعائیہ) کلمات پڑھ لوں گا،پھر وہ اپنی چادر کو سمیٹ لے تو میری تمام باتیں یاد رکھے گا۔'' (اندھے کو کیا چاہیے؟ دو آنکھیں) میں نے اپنی چادر بچھائی،آپ ﷺ نے اپنی دعائیہ کلمات پوری پڑھ لیں،پھر میں نے اسے سمیٹ کر اپنے سینے سے لگا لیا۔اس وقت سے اب تک میں نے نبی ﷺ کے فرامین کو نہیں بھولا۔ (بخاری ٤/٢٤٧ کتاب البیوع، مسلم فضائل الصحابۃ حدیث : ٢٤٩٢)

بعض منکرین حدیث اور اسلام دشمن مستشرقین اعتراض کرتے ہیں کہ ابو ہریرہ قبولیت اسلام میں متأخر ہونے کے باوجود بے تحاشا روایات کیسے بیان کرتا ہے؟!

کتبِ حدیث میں آپ رضی اللہ عنہ کی کل روایات تقریبا 6000 ہیں۔اس تعداد کو صحبت نبوی کے ایام پر تقسیم کرنے پر روزانہ

6 حدیثیں بنتی ہیں، یہ تعداد کسی بھی پہلو سے قابل اعتراض نہیں۔ جبکہ ان میں سے ضعیف الاسناد روایات کو ان کے کھاتے میں ڈالنا قرین انصاف نہیں۔

نبی ﷺ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے مطالبے پر اس کی ماں رضی اللہ عنہا کے لئے بھی دعا فرمائی اور وہ مسلمان ہوگئی۔

وفات:

57ھ میں مدینہ طیبہ میں آپ بیمار ہوئے، بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم عیادت کو آتے تھے۔ بیماری کی حالت میں زندگی کی کوئی آرزو باقی نہ رہی تھی۔ ابوسلمہؒ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ عیادت کو آئے اور صحت یابی کے لئے دعا کی۔ انہوں نے کہا یااللہ! اب دنیا میں نہ لوٹایئے۔ پھر ابوسلمہؒ سے کہا: وہ زمانہ بہت جلد آنے والا ہے، جب انسان موت کو سونے کے ذخیرے سے زیادہ پسند کرے گا۔ پھر آنے والے منازل کے خطرات کو یاد کر کے بہت روتے تھے۔

وصیت:

آخری وقت میں تجہیز و تکفین سے متعلق ہدایتیں دیں کہ میرا کفن دفن رسول اللہ ﷺ کی طرح کرنا اور دستورِ جاہلیت کے مطابق میری قبر پر خیمہ نصب کرنا نہ جنازے کے پیچھے آگ لے کر چلنا، اور جنازہ لے جانے میں جلدی کرنا۔ اگر میں صالح ہوں گا تو جلد اپنے رب سے ملوں گا اور اگر بدقسمت ہوں تو ایک بوجھ تمہاری گردن سے جلد دور ہوگا۔

آپ رضی اللہ عنہ اسی علالت میں فوت ہوئے۔ انتقال کے بعد اس وصیت کی پوری تعمیل کی گئی۔ ولید نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اکابرین صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اور ابوسعید الخذری رضی اللہ عنہ موجود تھے۔ نماز کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے صاحبزادوںؒ نے کندھا دے کر جنۃ البقیع پہنچایا اور مہاجرین کے گورغریباں میں اس مخزن علم کو سپرد خاک کیا گیا۔ ﴿**إنا لله وإنا إليه راجعون**﴾ انتقال کے وقت آپ کی عمر 78 برس تھی۔ (طبقات ابن سعد ٤/١٦٢)

ترجمہ حدیث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''سات قسم کے انسان ایسے ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اپنے (عرش کے) سائے میں جگہ عطا فرمائے گا۔ اِس دن اُس کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا:

(۱) انصاف پرور امام وحکمران۔ (۲) وہ نوجوان جس کی نشو ونما اللہ عز وجل کی عبادت میں ہوئی ہو۔ (۳) وہ آدمی جس کا دل مسجد کے ساتھ لگا رہے۔ (۴) وہ دو آدمی جو ایک دوسرے سے صرف اللہ کے لئے محبت کرتے ہیں، اسی پر وہ باہم جمع

ہوتے ہیں اور اسی پر جدا ہوتے ہیں۔ (۵) وہ آدمی جسے کوئی حسین وجمیل اور حسب ونسب والی عورت نے گناہ کی دعوت دی، لیکن اس نے جواب میں کہا: میں تو اللہ سے ڈرتا ہوں۔ (۶) وہ آدمی جس نے خفیہ طریقے پر صدقہ وخیرات کیا، حتی کہ اس کے بائیں ہاتھ کو علم نہیں ہوا کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے۔ (۷) وہ آدمی جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا اور (اس کے خوف سے) اس کی آنکھیں بہ پڑیں۔''

تشریح ومسائل:

سبعة : سات قسم کے لوگ۔ بعض روایات میں مذکورہ سات کے علاوہ بھی اعمال آئے ہیں، جن کی وجہ سے ان کو اللہ کا سایہ نصیب ہوگا۔ مثلاً حضرت ابوالیسر رضی اللہ عنہ کا قصہ اس طرح آیا ہے: (**من أنظر معسرا أو وضع عنه أظله الله في ظله**......) ''جو کسی تنگ دست کا قرض بالکل معاف یا کم کردے یا اس کو مہلت دے تو اللہ پاک اس شخص کو اپنے خاص سائے میں جگہ عطا کرے گا۔'' (صحیح مسلم ۱۸/۱۳۵ کتاب الزهد باب قصة ابی الیسر)

امام ابن حجر فرماتے ہیں: ثم تتبعت بعد ذلك الأحاديث الواردة في مثل ذلك فزادت على عشر خصال وقد انتقيت منها سبعةً وردت بأسانيد جياد ونظمتها في بيتين تذييلا على بيتي ابي شامةؒ وهما:

و زد سبعةً: إظلالُ غازٍ وعونُه　　　وإنظارُ ذي عسرٍ وتخفيفُ حمله
وإرفادُ ذي غرمٍ وعونُ مكاتبٍ　　　وتاجرُ صدق في المقال وفعله

یعنی: میں نے اس قسم کی فضیلت والی تمام احادیث کی جانچ پڑتال کی تو مزید دس خصلتیں بڑھ گئیں۔ جن میں سے سات جید اسانید سے آئے ہیں۔ جنہیں میں نے دو ابیات میں جوڑ کر ابو شامہؒ کے دو اشعار پر بڑھا دیے۔ وہ یہ اوصاف ہیں:

''(۱) مجاہدین کے لئے خیمہ فراہم کرنا۔ (۲) ان کے ساتھ تعاون کرنا۔ (۳) تنگ دست کو ادائیگی قرض کی مہلت دینا (۴) تنگ دست کا بوجھ ہلکا کرنا۔ (۵) ناقابل برداشت تاوان والے کی مدد کرنا۔ (۶) مکاتب کی آزادی کے لئے تعاون کرنا۔ (۷) سچا تاجر جس کے قول وفعل میں تضاد نہ ہو۔'' (فتح الباری ۲/۱٤٤)

بعض علماء نے (صحت اسانید کا التزام کیے بغیر) ان اعمال کی تعداد 70 تک بیان کی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے یہ اعمال مختلف احوال اور اوقات میں بیان فرمائے ہیں، لہٰذا ان میں کوئی منافات نہیں۔

يظلهم الله في ظله : ''اللہ ان کو اپنے سائے میں جگہ عطا فرمائے گا۔'' یہ دراصل اللہ پاک کے عرش کا سایہ

ہے، جیسا کہ حضرت سلمان فارسیؓ کی روایت میں وارد ہوا ہے: ''سبعة يظلهم الله فی ظل عرشه'' امام نووی اور ابن حجر نے اسے حسن کہا ہے۔(المنهاج ۷/۱۲۱، فتح الباری ۲/۱٤٤)اور زیر درس حدیث میں اسی سائے کی اضافت اللہ پاک کی طرف آئی ہے۔اس اضافت سے متعلق علماء کے کئی اقوال ہیں:

۱۔ یہ اضافت نسبت تشریفی ہے۔جیسے: بيت الله، ناقة الله۔

۲۔ یہ اضافتِ تملیک ہے، جو خصوصیت کے معنی میں ہے۔

۳۔ بعض متاخرین نے اسے ظِلِ کرامت اور ظِلِ حمایت قرار دیا ہے۔

پہلا اور دوسرا قول قریب المعنیٰ ہے، ان دونوں میں صرف تعبیر کا فرق ہے۔جبکہ تیسرا قول مجازی معنیٰ ہے، حقیقی معنیٰ کو چھوڑ کر، اس کی تاویل کر کے مجازی معنی لینا ایسا اقدام ہے جو اہل سنتؒ اور اسلافِ امتؒ کی روش سے مختلف ہے۔

1 **امام عادل**: ''عدل وانصاف اور مساوات کے ساتھ اسلامی احکام کی تنفیذ کرنے والا امام یا خلیفہ'' اور اسی عدل کا اللہ پاک نے حکم دیا ہے: ﴿إن الله يأمر بالعدل والإحسان﴾(النحل: ۹۰) ''عدل'' ہر چیز میں برابری ومساوات کو کہا جاتا ہے، کہ افراط ہو نہ تفریط۔اور عدل کے کئی مظاہر ہو سکتے ہیں۔جن میں مسلمان نمایاں ہوتا ہے۔مثلاً:

(۱) اللہ پاک کے ساتھ عدل: یعنی اس کی عبادت اور ذات وصفات میں کسی کو شریک نہ بنایا جائے۔ اس کی اطاعت کی جائے اور نافرمانی سے اجتناب کیا جائے۔

(۲) رسول ﷺ کے ساتھ عدل: یعنی اس کی اطاعت کی جائے، اس کی شریعت پر عمل کیا جائے اور اس کی تعظیم میں غلو (شرعی حد سے تجاوز) نہ کیا جائے اور نہ تفریط کی جائے۔

(۳) بیویوں اور اولاد میں انصاف: یعنی ان میں شریعت کے مطابق برابری کی جائے اور کسی ایک کے ساتھ برتری اور ترجیح کا سلوک روا نہ رکھا جائے۔

(۴) بات میں عدل: یعنی انسان جھوٹ نہ بولے، باطل ولغویات سے احتراز کرے۔

(۵) عقائد ونظریات میں عدل: یعنی حق اور سچائی کو تسلیم کیا جائے، خلافِ حقیقت اور خلافِ واقعہ باتوں کو دل میں جگہ نہ دی جائے، دل ودماغ کو امراضِ شہوات وشبہات سے بچایا جائے۔

(۶) لوگوں کے فیصلے میں عدل: یعنی ہر صاحب حق کو حق ملے اور صاحب حکومت کو اس کا حق دلایا جائے

اور عاجز و مظلوم کی دادرسی ہو۔ (منهاج المسلم ٢٥٥)

(۷) مجرموں کے ساتھ عدل: کہ ان پر شریعت مطہرہ کی طرف سے مقرر کردہ سزائیں نافذ کر کے ان کے لئے کفّارے اور عوام الناس کے لئے عبرت کا انتظام کیا جائے۔

امام عادل: سے مراد اولاً وہ شخص ہے جس کے پاس ولایت عظمٰی (اقتدار عام) ہو اور اس کے ساتھ وہ اشخاص بھی آتے ہیں جو مسلمانوں کے امور میں سے کسی ایک شعبے کا ذمہ دار ہو، جس میں وہ عدل وانصاف سے کام کرتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: **(إن المقسطين عند الله على منابر من نور عن يمين الرحمٰن الذين يعدلون في حكمهم وأهليهم وما ولوا)** (صحيح مسلم كتاب الإمارة ٢١٢/١٢، فضل الأمير العادل، سنن النسائى ١٩٥/٨ باب فضل الحاكم العادل فى حكمه) ''انصاف پرور لوگ روز قیامت رحمٰن کے دائیں طرف نور کے ممبروں پر بیٹھے ہوئے ہوں گے۔ جو اپنے فیصلوں میں اور گھر والوں کے ساتھ بھی اور اپنی ذمہ داری والی تمام چیزوں میں عدل وانصاف کرتے ہیں۔

پس امام عادل وہ امام ہے جو اللہ پاک کے احکام کا پیروکار رہے، ہر چیز کو بغیر افراط وتفریط کے اپنے اپنے مقام پر رکھے۔ جبکہ دوسرے قسم کے ذمہ دار بھی اس فضیلت میں شامل ہیں۔ (فتح البارى ١٤٥/١١)

رسول اللہ ﷺ نے امام عادل کا ذکر سب سے پہلے کیا، کیونکہ اس کا فائدہ عام ہے۔

انصاف کی ایک اعلیٰ مثال:

امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مصری شخص عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے بیٹے کی شکایت لے آیا اور کہا کہ میں نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے بیٹے پر گھوڑ دوڑ کا مقابلہ جیت لیا، تو اس نے مجھے چابک سے مارا، اور کہا کہ میں معززین کا فرزند ہوں، تجھے مجھ سے سبقت لے جانے کا کیا حق ہے۔ اس پر عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ ایام حج میں آپ اپنے فرزند سمیت مجھ سے ملیں اور مصری سے کہا تم اس وقت تک یہیں ٹھہرو۔ حج کے بعد دونوں فریق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عدالت میں حاضر ہوئے، آپ رضی اللہ عنہ نے بیانات لے کر مصری کے ہاتھ میں دُرّہ دیا اور اس سے لڑکے کو مارنے کا حکم دیا، اس دوران عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرمارہے تھے: ''معززین کے بیٹے کو خوب مارو'' آخر مصری نے کہا: اب مجھے پورا انصاف مل گیا، میرا دل خوش ہے۔ امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے فرمایا ''عمرو! تم نے کب سے انسانوں کو غلام بنانا

شروع کیا ہے، جبکہ ان کی ماؤں نے تو ان کو آزاد جنا ہے؟!'' (منهاج المسلم :٢٥٦)۔

2 وشاب نشأ في عبادة الله : ''وہ نوجوان شخص جس کی پرورش اللہ کی عبادت میں ہوئی۔'' اور ایک روایت میں حماد بن زیدؒ نے اس لفظ کا اضافہ کیا: (حتى توفي على ذلك) یعنی دورِ شباب سے وفات تک اللہ کی عبادت کی۔ ایک اور روایت میں ہے: (حتى افنى شبابه ونشاطه في عبادة الله) اور یہاں نوجوان کا خاص ذکر کیا، کیونکہ دورِ شباب شہوت پرستی اور لذت اندوزی کا دور ہوتا ہے، انسان جب ان حالتوں میں خلوص سے اللہ کی عبادت کرتا ہے تو دنیاوی شہوت و لذت کی قربانی کی وجہ سے لذتِ عبودیت میں خوب اضافہ ہوتا ہے۔ (فتح الباری: ١٤٥/١١، وشرح النووی ١٢١/٧)

3۔ ورجل قلبه معلق في المساجد : ''یعنی وہ خوش نصیب انسان جس کا قلبی تعلق مسجد سے لگا رہتا ہے اور ہمیشہ خیال رکھتا ہے کہ نماز کا وقت کب ہوگا؟ جماعت کب قائم کی جائے گی؟ ہر لمحہ اس کا دل نماز، اذان اور مسجد کے ساتھ لگا رہتا ہے۔ لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ دنیا سے کٹ کر مسجد ہی میں رہے اور پوری زندگی وہیں گزار دے۔ بلکہ مسجد کے ساتھ اتنی محبت ہوتی ہے کہ اگرچہ اس کا جسم دنیاوی امور میں مصروف ہوتا ہے، تب بھی اس کا دل مسجد کے ساتھ ہوتا ہے۔ امام مالکؒ کی روایت میں ہے: (قلبه معلق بالمسجد إذا خرج منه حتى يعود إليه) ''اس کا دل مسجد کے ساتھ ہوتا ہے، مسجد سے نکلنے سے وہاں واپس جانے تک۔'' جوزقیؒ کی روایت میں آیا ہے: (كأنما قلبه معلق في المسجد) ''گویا اس شخص کا دل مسجد ہی میں لٹکا ہوا ہے، جس طرح قندیل وہاں لٹکایا جاتا ہے۔ (فتح الباری: ١٤٥/١١)

4۔ ورجلان تحابا في الله اجتمعا عليه وتفرقا عليه : ''اور وہ دو اشخاص جو رضائے الٰہی کی خاطر آپس میں محبت کرتے ہیں، ان کا ملنا جلنا اور ان کی جدائی دونوں اسی بنیاد پر ہوتی ہے۔'' حماد بن زیدؒ کی روایت میں ہے: (ورجلان قال كل منهما للآخر إني أحبك في الله فصدرا على ذلك) یعنی دونوں شخص اللہ کی محبت پر جمع ہوئے یہاں تک اسی محبت پر دونوں فوت ہوئے، اور دنیاوی اغراض ان کی محبت میں رکاوٹ نہ بن سکے۔ اور یہاں ''رجلان'' دو آدمیوں کا ذکر لایا جبکہ باقی میں صیغہ واحد ''رجل'' کا لفظ ہے۔ کیونکہ محبت دوطرفہ تعلق کا نام ہے۔ اور تعداد کے لحاظ سے سات میں سے ایک شمار ہوا ہے۔ چونکہ اصل مقصد اوصاف کا شمار ہے افراد کا نہیں۔

5۔ ورجل دعته امرأة ذات منصب وجمال : ''اور وہ آدمی جسے حسین وجمیل صاحب حیثیت عورت نے بدکاری کی دعوت دی، لیکن اس نے کہا: ''میں اللہ سے ڈرتا ہوں مجھ سے یہ کام نہ ہو سکے گا۔'' یہ کمالِ ایمان

اور کمالِ خوف الٰہی ہے۔ چونکہ یہ وہ مقام ہے جہاں عام انسان کا ایمان متزلزل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ یہاں جس عورت نے بدکاری کی دعوت دی اس میں انسان کی خواہشات کو ابھارنے کے تمام اسباب موجود ہیں۔ اونچے خاندان کے ساتھ ساتھ حسن و جمال بھی ہے۔ نیز بغیر کسی رکاوٹ کے بدکاری کر سکتا تھا۔ اس مقام پر ثابت قدم رہ کر اللہ کا خوف رکھنا کوئی معمولی چیز نہیں۔

6۔ **ورجل تصدق بصدقة فأخفاها حتى لا تعلم شماله ما تنفق يمينه:**

''وہ مردِ مؤمن جس نے رضائے الٰہی کے لئے خیرات کیا اور انتہائی خلوص نیت سے پوشیدہ رکھا کہ کسی کو معلوم نہ ہو سکے۔ یہاں تک کہ اس کے بائیں ہاتھ کو معلوم نہ ہو کہ دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا۔''

یہاں صدقہ وخیرات چھپا کر دینے کی فضیلت آئی ہے۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ فرض زکاۃ وغیرہ میں کھل کر صدقہ کرنا افضل ہے، کیونکہ یہ اسلامی شعائر میں سے ہے۔ اور نفل میں چھپا کر دینا افضل ہے، چونکہ اس میں ریا وشہرت کا شائبہ دور ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا(أفضل الصلاة صلاة المرء في بيته إلا المكتوبة)''آدمی کی بہترین نماز وہ ہے جو گھر پر پڑھی جائے سوائے فرض کے۔ کیونکہ فرض نماز ہو یا صدقہ خیرات وہ سب کرتے ہیں، اس میں ریا کا اندیشہ نہیں رہتا، برخلاف نفل کے جس میں ریا کا خطرہ رہتا ہے۔(فتح الباری ١٤٦/١١،شرح النووی ١٢٢/٧)

7۔ **ورجل ذكر الله خاليا ففاضت عيناه:** ''وہ شخص جو خلوت میں دل وزبان سے اللہ کو یاد کرتا ہے، پھر اس کی آنکھوں سے آنسو بہ نکلتے ہیں۔'' ایک روایت میں ''**ففاضت عيناه من خشية الله**'' کا لفظ آیا ہے۔ اللہ کے خوف سے آنسو جاری ہوتا ہے۔ ایک اور روایت میں ''**ذكر الله في خلاء**'' آیا ہے۔ یعنی خلوت میں اللہ کو یاد کرتا ہے، حالت خلوت بھی ریا ونمود سے دور ہوتی ہے، اس میں حضور قلبی زیادہ ہوتا ہے۔

مذکورہ سات قسم کی خصلتوں میں عورت بھی شامل ہے، سوائے خصلت نمبر 1 (امام عادل) کے، کیونکہ عورت کی ولایت درست نہیں اور خصلت نمبر 3 (مسجد سے دل لگانے) کے، کیونکہ اس پر باجماعت نماز فرض نہیں۔(فتح الباری ١٤٦/١١)☆

☆ مسلمان عورت بھی اپنے گھر میں اول وقت پر اور پورے خشوع وخضوع سے نماز کی پابندی کر کے اس فضیلت کو حاصل کر سکتی ہے۔ کیونکہ شریعت کا اصل مقصد پابندی نماز کی فضیلت جتانا ہے۔ اور عورت کے لیے اول وقت پر گھر میں نماز ادا کرنا مسجد میں باجماعت پڑھنے سے بڑھ کر افضل ہے۔ واللہ اعلم

عبدالوہاب خان